کہ حقوق اور ذمہ داریوں کا منتقل ہو جانا اگرچہ محسوس قبضہ نہیں ہے مگر حکماً یہ قبضہ متصور ہوتا ہے اس لیے شرعاً یہ بھی قبضہ شمار ہوتا ہے۔ لہٰذا خریدار نے جب آگے فروخت کیا تو یہ قبضہ لینے سے پہلے فروخت کرنا نہیں ہے، جو ممنوع ہے' بلکہ قبضہ لینے کے بعد فروخت کرنا ہے جو جائز ہے۔ لیکن اگر کمپنی کا قاعدہ یہ ہو کہ جب تک شیرز کے سرٹیفیکیٹ خریدار نے وصول نہ کیے ہوں اس وقت تک وہ کمپنی کا حصہ دار نہیں بن سکتا اور حقوق اور ذمہ داریاں اس کی طرف منتقل نہیں ہو سکتیں' تو پھر یہ بیع قبل القبض ہے' جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں ہے کہ کمپنیوں اور اسٹاک ایکسچینج والوں کا قاعدہ قانون اس بارے میں کیا ہے؟ آپ چونکہ اس کاروبار کا تجربہ اور معلومات رکھتے ہیں اس لیے مذکورہ دو صورتوں میں سے جو صورت حال ہو اس کے مطابق اپنے کاروبار کا فیصلہ خود کرلیں۔ (گ - د)

مضطر کے لیے سودی قرض

۱۔ ہمارے گھریلو حالات معاشی دباؤ کی وجہ سے درہم برہم ہو چکے ہیں۔ ہم قرضوں کے بوجھ تلے دب گئے ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ ہم ٹریکٹر حاصل کرلیں لیکن یہ سودی اسکیم کے بغیر ممکن نہیں۔ کیا اسلام میں اس کے لیے کوئی گنجایش ہے؟ ہم جانتے ہیں کہ سود حرام ہے لیکن سفید پوش پر مفلسی آئے تو کتے کا گوشت بھی حلال ہو جاتا ہے۔ ہمارے بھی یہی حالات بن چکے ہیں۔
۲۔ گذشتہ ۶ سال سے بے روزگار ہوں۔ گھریلو حالات اتنے خراب ہیں کہ بیان نہیں کر سکتا۔ دو وقت کی روٹی بھی بمشکل میسر ہے۔ کچھ کاروبار کا ارادہ کیا لیکن اس کے لیے پیسوں کی ضرورت تھی۔ ہر جائز اور متوقع مقام سے کوشش کی لیکن مایوسی ملی' ایک دوست کے ذریعے بنک سے ملنے کی توقع ہے۔ جانتا ہوں کہ سود خدا اور رسول ؐ سے کھلا اعلان جنگ ہے۔ کیا کروں نہیں لیتا تو حالات اتنے خراب ہیں کہ خودکشی کرنے کو جی چاہتا ہے۔

سود کی حرمت بڑی شدید ہے' اور آپ اس سے واقف ہیں۔ سود کا لینا بھی حرام ہے اور دینا بھی۔ اس لیے اس سے اجتناب کی ہر ممکن کوشش آپ پر فرض ہے۔ اپنے اخراجات کم کریں' متبادل ذرائع آمدنی تلاش کریں' اور جو کچھ کر سکتے ہوں وہ کریں۔ تمام کوششوں کے باوجود فقر و فاقہ کا سامنا ہو' عزت پر بن رہی ہو' تو پھر کیا کریں؟

سود کا دینا اسی طرح حرام ہے جس طرح لینا' لیکن دینا اسی لیے حرام ہے کہ لینا حرام ہے۔ اگر آدمی اتنا ضرورت مند ہو کہ مضطر کی تعریف میں آتا ہو تو سور کا گوشت کھانے کی بھی اجازت ہے۔ اور اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔ اس لیے سود دینے کے سلسلے میں علماکرام کا مسلک یہ ہے کہ "سود کو ادا

کرنے کی حرمت بذات خود نہیں بلکہ اس وجہ سے ہے کہ یہ سود خواری کا ذریعہ ہے۔اس لیے بعض خاص حالات میں 'عذر کی بنیاد پر' سود ادا کر کے قرض لینے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔کون سا عذر معتبر ہے اور کون سا نہیں' اور کون سی حاجت قابل لحاظ ہے اور کون سی حاجت قابل لحاظ نہیں۔اس سلسلے میں معتمد اصحاب افتا کے مشورے پر عمل کیا جائے۔(اسلامک فقہ اکیڈمی (تمام مکاتب فکر کا) دوسرا فقہی سیمی نار' ۹ تا ۱۱ دسمبر ۱۹۸۵' دہلی)

مثلاً' جان و مال کی حفاظت اور حکمران کو عدل پر آمادہ کرنے کے لیے رشوت دینے کی اجازت دی گئی ہے۔ "الرشوۃ لخوف علی مالہ او نفسہ او یبری امرہ عندہ سلطان او امیر (الاشباہ و النظائر للسیوطی)۔ اسی طرح حاجت مندوں کے لیے سود دینے کی گنجائش دی گئی ہے۔یجوز للمحتاج الاستقراض بالربح (الاشباہ و النظائر لابن نجیم)' اگر آپ یہ جانتے ہیں کہ سود کے معاملے میں دین کے احکام کیا ہیں' اگر آپ کے سامنے آخرت کا عذاب ہے' اگر آپ کو یہ معلوم ہے کہ مفتی آپ کو کوئی بھی فتویٰ دے دے' بالآخر آپ کو اللہ کے سامنے اپنا عذر پیش کرنا ہوگا' تو پھر میری رائے یہ ہے کہ آپ اپنے دل سے فتویٰ پوچھیں۔فقر و فاقہ کو کفر کے برابر کہا گیا ہے۔اگر آپ کو ظن غالب ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا عذر قبول کرے گا' تو آپ اپنی معاشی مشکل سے نجات پانے کے لیے سود پر قرض لے سکتے ہیں۔لیکن اس کو مال حلال سمجھ کر استعمال نہ کریں' بہ کراہیت یہ کام کریں' صرف بقدر ضرورت لیں مسلسل نجات کی سعی کرتے رہیں' اور اللہ تعالیٰ سے استغفار بھی کرتے رہیں۔

مولانا عروج احمد قادری سابق مدیر زندگی لکھتے ہیں: مجبوری میں سود دینے کی رخصت ہے' سود لینے کی رخصت کسی حالت میں نہیں ہے۔اگر مسلمان مجبور ہو جائے' تو سودی قرض لے سکتا ہے' لیکن مسلمان کو یہ فیصلہ آخرت کے عذاب کو سامنے رکھ کر کرنا چاہیے کہ وہ سودی قرض لینے کے لیے واقعی مجبور ہے یا نہیں"۔(عشر و زکوۃ اور سود کے چند مسائل' ص ۱۲۵)۔

مفتی نظام الدین صاحب' صدر مفتی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں: جب کہ بغیر قرض لیے کام نہ چلے' اور غیر سودی قرض نہ ملے' اور بغیر اس قرض کو لیے ناقابل تحمل و برداشت تکلیف کا سامنا ہو' معیشت باقی نہ رہے یا کاروبار معطل ہو جائے' تو بوجہ مجبوری اور بہ قدر مجبوری' سودی قرض لینے کی گنجائش ہوگی جیسا کہ الاشباہ و النظائر کے اس جزئیہ یجوز للمحتاج الاستقراض بالربح سے اور اس کی شرح حموی سے معلوم ہوتا ہے۔البتہ ایسا قرض جہاں تک ہو سکے جلد سے جلد ادا کر کے سبک دوش ہو جانا لازم رہے گا۔اسی طرح جہاں تک ہو سکے اس سے بچنا بھی چاہیے۔(محمد فقہ اسلامی' دہلی)

خرم مراد